امام حسینؓ کا ماتم؟

ع۔۔د۔۔س

امام حسینؓ کے متبعین اور محبت رکھنے والوں کی کثرت تعداد کا کیا ٹھکانا؟ اکنافِ عالم کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں امام عالی مقام کا نام اجنبی ہو، امام حسینؓ کا نام آتے ہی لوگوں کے دل فرطِ احترام و عقیدت سے جھک جاتے ہیں۔ آج خوارج کا مقام فرقہ شاذ و نادرین کر کالمعدوم ہو چکا ہے۔ بہتر اسی کروڑ مسلمانوں کا بحرِ ذخار اور کہاں عمان کے چند قبائل کی چھوٹی سی جمعیت۔ ہر مسلمان چاہے اہل سنت ہو یا اہل تشیع آج مسلکِ حسین پر گامزن ہونے کو باعثِ سعادت سمجھتا ہے۔ اور حسینؓ کا پیرو کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔

لیکن بایں ہمہ امام حسینؓ کے نام سے جتنی محبت کی جاتی ہے، کتنے دل ہیں جو مسلکِ حسین کیلئے اپنے دل میں سچی تڑپ رکھتے ہیں۔؟ اگر اس امر کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں مایوس کن نتائج سے دوچار ہونا پڑیگا۔ ہم اہل بیت کی محبت کے اظہار میں نادان دوستوں کا پارٹ ادا کر رہے ہیں۔ اور ہماری مثال اس روایتی احمق دوست کی بن چکی ہے جو اپنے دوست کے چہرے سے پتھر رسید کر کے مکھی بھگانا چاہتا تھا۔ یہ محرم کے جلوس یہ عزاداران امام عالی مقام کا ہجوم، یہ یادِ حسین میں نالہ و شیون اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل بے پناہ کیا ہے، ہم اپنے زعم میں امام کی روح کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن حقیقۃً خاکِ کربلا کی نورانی آغوش میں محوِ استراحت نواسۂ رسول کی روح آج ہم سے نالاں ہے۔ امام حسینؓ کل بھی مظلوم تھا اور آج بھی مظلوم ہے۔ کل بھی اپنوں کی تلوار نے رگِ گلو کاٹی تھی اور آج بھی اپنے نام لیوا سوہانِ روح بن رہے ہیں۔ فرق ہے تو صرف اتنا کہ جن اپنوں نے حسینؓ کے گلے پر چھری چلائی تھی وہ دشمنوں کی صف میں شامل تھے۔ لیکن آج جو روحِ حسین کو تڑپا رہے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو عقیدت مند ظاہر کر رہے ہیں ؎

ہر کس از دستِ غیر نالہ کند   سعدی از دستِ خویشتن فریاد

اس خون آلود باب کو آنسوؤں کی بارش اور سرد آہوں کے ہجوم میں پڑھتے پڑھتے تیرہ صدیاں گذر چکی ہیں۔ اور سورج کروڑوں بار طلوع و غروب کے ضابطہ و پروگرام پر عمل پیرا ہوتا رہا ہے۔ لیکن چرخِ ہفتمیں سے ٹکرانے والی چیخیں آہوں کے دھوئیں سے بننے والا آٹھواں آسمان آنسوؤں کا قلزم ہمیں نہ تو پسماندگی کی دلدل سے نکال سکا۔ اور نہ عروج و ارتقاء سے ہمکنار کر سکا۔ ذلت و ادبار کے بادل آج تک ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ ہمارے گرد و پیش تاریکی کی ظلمتیں محیط ہمارا قدم بڑھتا ہے تو منزل کی طرف اور آنکھیں کھلتی ہیں تو منزلِ مقصود کو پانے کی بجائے اشاراتِ راستہ گم کر دیتی ہیں۔